جماعتوں کے قیام سے منع کیا گیا ہے جو اس اساس پر قائم ہوں جو اسلام سے متصادم ہے۔ ہاں اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے احزاب اور پارٹیوں کی اجازت ہوگی' یہ ہے مبداء پر ایمان کا تقاضا کہ وہ مبداء معاشرے میں تن تنہا ہو اور اس کا کوئی شریک نہ ہو۔

اسلام پر ایمان اور اسلامی احکامات اور قوانین کو سمجھنا یہ دو الگ الگ چیزیں ہیں' کیونکہ اسلام پر ایمان عقلی طور پر ثابت ہے' یا اس طریقے پر جس کی بنیاد عقل سے ثابت ہو' اس لئے اس میں شک کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ رہی بات اسلامی احکامات کو سمجھنے کی تو یہ صرف عقل پر موقوف نہیں بلکہ یہ عربی لغت کی فہم' استنباط کی قوت کا وجود اور احادیث میں سے صحیح اور ضعیف کو پہچاننے پر بھی موقوف ہے' اس لئے دعوت کا علمبردار احکامات کے بارے میں اپنی فہم کو صحیح سمجھتا ہے لیکن اس میں غلطی کا احتمال رکھتا ہے' دوسروں کو غلط سمجھتا ہے لیکن ان میں صحیح ہونے کا احتمال رکھتا ہے' یوں دعوت کے حاملین اپنی فہم اور استنباط کے مطابق اسلام اور اس کے احکامات کی طرف دعوت دیں' اس طرح وہ ان دوسرے لوگوں کے افہام کو جن کو وہ غلط سمجھتے ہیں مگر ان کے اندر صحیح ہونے کا احتمال ہے اپنے فہم سے ان کو بدلنے کی کوشش کریں جس کو وہ صحیح سمجھتے ہیں مگر غلطی کا احتمال ہے۔ اس لئے دعوت کے علمبرداروں کا اپنے فہم کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہی اسلام کی رائے ہے' بلکہ ان کو چاہیے کہ وہ کہیں کہ یہ ہماری رائے ہے اور یہ بیشک اسلامی رائے ہے۔ مجتہدین میں سے اہل مذاہب اپنی طرف سے احکامات کے استنباط کو یہی سمجھتے تھے کہ یہ صحیح ہے غلطی کے احتمال کے ساتھ ان سب کا ایک ہی قول تھا' ''جب کوئی بات صحیح حدیث سے ثابت ہو وہ ہی میرا مذہب ہے اور اس صورت میں میرے قول کو دیوار پہ دے مارو ''۔ اسی طرح حاملینِ دعوت بھی اپنی ان آراء کو جو انہوں نے تبنی کی یا اپنی فہم کے اعتبار سے اس تک پہنچے ہیں ایسی صحیح آراء سمجھیں جس میں غلطی کا امکان ہے' عین اسی وقت اسلام کے عقیدے پر ان کا جو ایمان ہے اس میں کسی قسم کا شک وسبہ نہیں ہونا چاہیے۔ حاملینِ دعوت کو اپنی رائے کے بارے میں یہ نقطۂ نظر اس لئے اختیار کرنا ہے کہ اس سے ان کے

اندر کمال کی طرف بڑھنے کا رجحان پیدا ہو۔اس طرح ان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ حقیقت کے متلاشی رہیں اور جو کچھ وہ سمجھ چکے ہیں اس کی چھان بین کرتے رہیں تا کہ وہ اس کو ہر اس اجنبی چیز سے صاف رکھیں جو اس سے چمٹ چکی ہو' اس طرح وہ ہر اس چیز کو اپنے آپ سے دور رکھیں جو ان کے قریب ہو چکی ہو اور اس سے چمٹنے کا امکان ہو' یوں ان کی فہم صحیح' ان کی فکر گہری اور صاف ستھری رہے گی' کیونکہ وہ اپنی فکر کی صفائی اور ستھرائی کے اعتبار سے دعوت کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونگے۔فکر کی پاکیزگی اور طریقے کا واضح ہونا ہی کامیابی اور کامیابی کو برقرار رکھنے کا ضامن ہے۔

مگر حقیقت کے بارے میں کھوج لگانے اور صحیح کیا ہے کے بارے میں بحث اور تلاش کرنے کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ ان کا فہم ہوا کے جھونکوں پر ہے' بلکہ اس سے ان کا فہم پائیدار ہوگا کیونکہ یہ فکر عمیق کی پیداوار ہے اور یہ فہم تو دوسرے تمام افہام سے زیادہ مستحکم ہے۔اس لئے دعوت کے علمبرداروں کو چاہیے کہ وہ اپنی دعوت اور اس کے فہم کے بارے میں بیدار رہیں اور اس سے بھی محتاط رہیں کہ کوئی ان کو اس فہم کے بارے فتنے میں نہ ڈالے' یہ فتنہ اس دعوت کے لئے سب سے خطرناک ہے' یہی وجہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو محتاط رہنے کی ہدایت کی ارشاد ہے: ﴿وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ﴾(المائدہ: ۴۹)'' ان سے محتاط رہیے نہ کہیں یہ آپؐ کو اللہ کے نازل کردہ بعض احکامات کے بارے میں فتنے میں نہ ڈالیں''سیدنا عمر بن الخطابؓ نے اپنے قاضی شریحؒ کو کتاب اللہ پر نظر رکھنے کی وصیت کرتے ہوئے کہا: (ولا یلفتنك عنه الرجال)''لوگ ہرگز تمہیں اس کتاب سے ورغلا نہ لیں'' اس لئے دعوت کے علمبرداروں کو اس کلمے سے بھی محتاط رہنا چاہیے جو ایک مخلص کہتا ہے اور اس رائے سے بھی محتاط رہے جو دعوت کا ایک حریص شخص مصلحت کی بنیاد پر اسے تلقین کے طور پر کہہ رہا ہے' جبکہ یہ بات اسلام کے خلاف ہے۔ان کو چاہیے کہ وہ ان سے محتاط رہیں' کسی کو اپنے اوپر اثر انداز نہ ہونے دیں' کیونکہ اس میں واضح گمراہی ہے۔اسلام کی طرف دعوت اور

اسلامی زندگی کی طرف دعوت کے درمیان فرق کو بھی ملحوظ رکھنا انتہائی ضروری ہے' اس طرح وہ دعوت جو اسلامی ریاست پیش کرتی ہے اور جو جماعت یا گروہ امت کے اندر برپا کرتی ہے کے درمیان فرق کو بھی ملحوظ رکھنا لازمی ہے۔

اسلام کی طرف دعوت اور اسلامی زندگی کے از سر نو آغاز کی طرف دعوت کے درمیان فرق کو سمجھنا دعوت کے اصل مقصد کو سمجھنے کے لئے ہے۔ ان کے درمیان فرق یوں ہے کہ غیر مسلموں کو اسلامی دعوت پیش کی جائے کہ وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں۔ کافروں کو اسلام کی دعوت دینے کا عملی طریقہ یہ ہے کہ ریاست کی جانب سے ان پر اسلامی حکومت قائم کی جائے تاکہ وہ اسلام کے نور کا مشاہدہ کر سکیں' اس طرح انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتے ہوئے اسلامی احکامات اور عقائد کو بیان کیا جائے تاکہ وہ اسلام کی عظمت کا ادراک کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی طرف دعوت لازمی طور پر ریاست کی جانب سے ہونی چاہیے۔

اسلامی زندگی کے از سرِ نو آغاز کی دعوت کے علمبردار افراد نہیں بلکہ ایک گروہ ہونا چاہیے اسلامی زندگی کے از سرِ نو آغاز کی طرف یہ دعوت اس طرح ہے: کہ وہ معاشرہ جس کے تمام افراد مسلمان ہیں لیکن اس کے باوجود وہ غیر اسلامی حکومت کے ذریعے زندگی بسر کر رہے ہیں' یہ ایک غیر اسلامی معاشرہ ہے' اس کو دارالکفر کہا جاتا ہے' ایسے معاشرے میں یہ دعوت دی جائے گی کہ یہاں ایک ایسی اسلامی ریاست قائم ہو جو یہاں پر مکمل اسلام کو نافذ کرے اور پھر اس دعوت کو دوسروں کے سامنے پیش کرے۔ یہ دعوت اس وقت دی جاتی ہے جب اس معاشرے میں اسلامی ریاست کا سرے سے وجود ہی نہ ہو۔ اگر ایک ایسی اسلامی ریاست موجود ہو جو اسلام کو کامل طور پر نافذ کر رہی ہو تو پھر یہ دعوت دی جائے گی کہ وہ اسلامی ریاست کا ایک حصہ بنے تاکہ وہاں بھی اسلام کو نافذ کیا جا سکے' پھر یہ اسلامی ریاست کا حصہ بن کر اسلامی دعوت کا علمبردار بنے' یوں یہ ایک اسلامی معاشرہ بنے جس کو دارالاسلام کہا جا سکے۔ کیونکہ ایک مسلمان کے لئے دارالکفر

میں زندگی گزارنا جائز نہیں' بلکہ وہ دارالاسلام جہاں یہ مسلمان زندگی گزار رہا ہو جب دارالکفر بنے تو اس کو پھر دارالاسلام بنانے کے لئے کام کرنا اس پر فرض ہے یا اس کو چھوڑ کر دارالاسلام کی طرف ہجرت کرے۔

امت اسلامیہ کے اندر ایک جماعت کی طرف سے پیش کی جانے والی دعوت اور اسلامی ریاست کی طرف سے پیش کی جانے والی دعوت میں فرق کو سمجھنا حاملِ دعوت کے نام کی نوعیت کو سمجھنے پر موقوف ہے۔ ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ دعوت جس کی ریاست علمبردار ہے اس میں عملی پہلو کی نمائندگی ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ اسلامی ریاست داخلی طور پر اسلام کو کامل اور مکمل طور پر نافذ کرے گی تاکہ مسلمان خوشحال زندگی گزاریں اور وہ غیر مسلم جو اسلامی ریاست کے زیرِ سایہ زندگی گزار رہے ہو اسلام کے نور کو دیکھ کر اپنے اختیار وخوشی اور رضامندو اطمینان سے مشرف بہ اسلام ہوں۔ ریاست خارجی طور بھی اسلامی دعوت کی ذمہ داری کو اٹھائے گی' لیکن یہ دعوت پیش کش اور صرف اسلامی احکامات کی تفسیر وتشریح کرنے سے نہیں ہوگی بلکہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لئے قوت تیار کرنے کے ذریعے ہوگی' تاکہ اسلامی ریاست سے ملحقہ علاقوں پر بھی اسلامی حکمرانی ہو' کیونکہ ان پر اسلام کو نافذ کرنا ہی ان کو دعوت دینے کا طریقہ ہے۔ یہ طریقہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اپنایا اور آپ ﷺ کے بعد خلفاء نے اسلامی ریاست کے آخری دور تک یہی طریقہ اپنایا۔ اس طرح ریاست کی جانب سے دعوت کی ذمہ داری کو اٹھانا ہی داخلی اور خارجی دعوت کا عملی طریقہ ہے۔ جماعت یا گروہ جس دعوت کی علمبردار ہوتی ہے یہ وہ اعمال ہیں جو فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ دعوت فکر کے علاوہ کسی اور قسم کے اعمال سے تعلق نہیں رکھتی' اس لئے اس دعوت میں صرف فکری پہلو ہوتا ہے عملی پہلو نہیں۔ اس صورتِ حال میں جماعت وہی کام کرے گی جو شریعت اس پر فرض قرار دیتی ہے' تاکہ اسلامی ریاست وجود میں آئے پھر ریاست کے ذریعے دعوت کا عملی پہلو شروع ہو۔ یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت اگرچہ مسلمانوں کو دعوت دیتی ہے لیکن یہ اسلام کو سمجھنے کی دعوت ہے

تا کہ وہ اسلامی زندگی کا ازسرِ نو آغاز کر سکیں اور اس دعوت کے راستے میں حائل ہونے والی روکاوٹوں کا مقابلہ ان اسالیب سے کریں جو اس مقابلے کے لئے لازمی ہیں۔

اس دوران دعوت کو صحیح راستے پر گامزن کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کو بطورِ اسوۃ اپنانا واجب ہے' چنانچہ ابتدائی قدم مطالعہ خطوۃ اوراستہ یا درس وتدریس اور سمجھنے کے ساتھ اسلامی زمہ داریوں کو پورا کرنے کی صورت میں اٹھایا جائے گا' جیسا کہ دار ارقم میں ہوتا تھا۔ پھر یہ سچے مؤمن جو خود اسلام کی تدریس کرتے ہیں اور اس کو سمجھتے ہیں امت کے ساتھ تفاعل کے مرحلے کی طرف منتقل ہوتے ہیں' یہاں تک کے امت اسلام کو اور اسلامی ریاست کے وجود کی ضرورت کو سمجھے۔ اس (کتلہ) گروہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ دعوت کی ابتداء لوگوں کے اندر موجود مفاسد یا بدعوانی اور معائب کے ذکر سے کرے' ان کے غلط مفاہیم' فاسد آراء اور ان کی بیوقوفی کو چیلنج کرے' ان کے سامنے اسلام کی حقیقت اور اس کی دعوت کے جوہر کی وضاحت کرے' یہاں تک کہ ان کے ہاں دعوت کے سلسلے میں ایک عام بیداری پیدا ہو اور داعی بھی امت کا ایک حصہ بنیں' امت بھی ان کا ایسا جزء بن جائے جو کبھی بھی الگ نہ ہوتا ہو' تا کہ امت مجموعی طور پر دعوت والے گروہ کی قیادت میں نتیجہ خیز کام کرنے لگے' حتٰی کہ یہ حکومت تک پہنچ جائے اور اسلامی ریاست وجود میں لائے۔ تب اسلام کے نفاذ اور اسلامی دعوت کو پیش کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی مدنی زندگی کو بطورِ اسوۃ بنایا جائے۔ چنانچہ اس گروہ کے لئے جو اسلامی دعوت کا علمبردار ہے کسی عملی (مادی) پہلو سے کام کرنے کی گنجائش نہیں۔ اس گروہ کو تو دعوت کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہی نہیں ہونا چاہیے' بلکہ اس گروہ کو تو دعوت کے علاوہ کسی اور کام میں مشغول ہونے کو لہولعب' دھوکہ اور دعوتی راستے میں روکاوٹ سمجھنا چاہیے' اس لئے ان چیزوں میں مشغول ہونا بالکل جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں اسلام کی دعوت دیتے تھے اس وقت مکہ فسق وفجور کا گڑھ تھا' اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس کو ہٹانے کے لئے کچھ نہیں کیا' حالانکہ ظلم وخونریزی' غربت ومحتاجی ناقابلِ بیان

تھی، آپ ﷺ کے بارے میں کوئی ایک بھی ایسی روایات منقول نہیں کہ آپ ﷺ نے ان کو ختم کرنے کے لئے کوئی عمل کیا ہو، آپ ﷺ کعبہ میں ہوتے اور آپ کے سر پر بت لٹک رہے ہوتے، کوئی بھی روایت نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی بت کو ہاتھ بھی لگایا ہو، آپ ﷺ صرف ان کے معبودوں کو برا بھلا کہتے تھے، ان کی بیوقوفی کو آشکار فرماتے تھے اور ان کے اعمال کی کج روی کو بے نقاب کیا کرتے تھے۔ یہ کام آپ ﷺ زبان اور فکری حد تک محدود رکھتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے جب ریاست کو قائم کیا اور مکہ فتح ہوا تو ان بتوں میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا اور نہ ہی وہ فسق و فجور، ظلم و خونریزی، فقر و تنگدستی باقی رہی۔

لہٰذا اس گروہ کے لئے جو کہ دعوت کا علمبردار ہے بطور گروہ کسی اور کام میں مشغول ہونا جائز نہیں، بلکہ اس پر فرض ہے کہ وہ فکر اور دعوت تک محدود رہے، یہ الگ بات ہے کہ انفرادی طور پر کوئی شخص کسی قسم کے خیراتی کاموں میں حصہ لے تو اس کو نہیں روکا جائے گا، لیکن گروہ اس قسم کے کام نہیں کرے گا کیونکہ اس کا کام اسلامی دعوت کی ذمہ داری اٹھانے کے لئے ایک اسلامی ریاست کا قیام ہے۔

دعوت کو صحیح راستے پر چلانے کے لئے اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی مکی زندگی کو مشعلِ راہ بنانا واجب ہے، لیکن اس بات کا بھی لحاظ رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ اہل مکہ کو اسلام کی دعوت اور آج کے مسلمانوں کو اسلامی زندگی از سرِ نو آغاز کی دعوت میں یہ فرق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کفار کو ایمان کی دعوت دیتے تھے، جبکہ موجودہ مسلمانوں کو دعوت اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہے، چنانچہ موجودہ دعوت زیادہ آسان اور قریب تر ہے۔

اس لئے دعوت دینے والے گروہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس امت سے الگ تھلگ نہ سمجھے جس میں وہ زندگی گزار رہے ہیں، بلکہ اپنے آپ کو اس امت کا حصہ سمجھیں کیونکہ دوسرے لوگ بھی ان جیسے مسلمان ہیں، دعوت دینے والے دوسرے مسلمانوں سے کسی طرح افضل نہیں، اگرچہ انہوں نے اسلام کو سمجھا ہے اور یہ اس پر عمل کر

رہے ہیں، لیکن دوسرے مسلمانوں کی بنسبت ان کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی نظر میں بھی مسلمانوں کی خدمت اور اسلام پر عمل کرنے کے لحاظ سے ان کی ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں۔ اس اسلامی گروہ کے افراد کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جس امت کے اندر یہ کام کر رہے ہیں اس کے بغیر ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں چاہے ان کی تعداد کتنی زیادہ ہو۔ اس لئے اس گروہ کا اصل کام امت کے ساتھ مل کر کام کرنا ہے، امت کو اس جد وجہد میں ساتھ شامل کرنا اور اس کو یہ احساس دلانا ہے کہ اصل کام تو وہی کر رہی ہے۔ اس گروہ پر فرض ہے کہ وہ ہر اس قول، عمل یا اشارہ سے اجتناب کرے جس سے اس گروہ کا امت سے کسی بھی طرح الگ ہونے کا خیال پیدا ہوسکتا ہو، کیونکہ یہ چیز امت کو اس گروہ اور اس کی دعوت سے دور کرے گی، یہ چیز اس گروہ کو بھی معاشرے میں موجود گروہوں میں سے گروہ بنادے گی جو اس کی نشاۃِ ثانیہ کی راہ میں حائل ہو جائے گی۔ امت ایک ایسا کل ہے جو اجزاء میں تقسیم نہیں ہوسکتی، یہ گروہ اسلامی ریاست کو قائم کرے گا، یہ امت کے اندر اور ریاست میں اسلام کا محافظ ہوگا، حتیٰ کہ یہ امت کے اندر کوئی معمولی لغزش بھی محسوس کرے گا تو اس کا ایمان اور اس کی عبقریت اس کو متنبہ کرے گی، جب یہ ریاست میں کسی قسم کی کجی دیکھے گا تو امت کے ساتھ اس کی درستگی میں اپنا اسلامی فریضہ پورا کرے گا، یوں یہ اسلامی دعوت جس کا یہ گروہ علمبردار ہے اپنی طبعی رفتار سے ممتاز طریقے سے چلتا رہے گا۔

چنانچہ اس گروہ کا مقصد اسلامی ممالک میں اسلامی زندگی کا ازسرِ نو آغاز اور اسلامی دعوت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اس کام کے لئے اس کا طریقہ حکمرانی ہے، حکومت تک پہنچنے کے لئے اس کا طریقہ اسلام کا مطالعہ اور اس کو سمجھنا ہے، اس طرح لوگوں کی ایسی تربیت کرنا جو ان کے اندر اسلامی عقلیہ اور اسلامی نفسیہ پیدا کرے، تا کہ ان کی اسلامی شخصیت بن سکے۔ اس طرح امت کے ساتھ تفاعل ہو، تا کہ امت اسلام کو سمجھ سکے، امت اپنے حقیقی مفادات اور ان کے بارے میں اسلامی حل کے ساتھ ان کے حصول کی

فہامت کو سمجھے' امت کے مفادات کو اس طرح اپنا کر دعوت کے راستے میں تفائل اور جد وجہد کے ساتھ تدریس بھی بیک وقت جاری رہے۔ اس سیاسی گروہ کا یہ عمل ایک سیاسی عمل ہے' اس لئے یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس گروہ کا نمایاں ترین وصف سیاست ہو' کیونکہ سیاست ہی اسلام کی طرف عملی دعوت دینے کے طریقے میں پہلا قدم ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ صرف سیاست کی طرف دعوت ہو'یا صرف حکومت کی طرف' بلکہ اس سے مراد اسلام کی طرف دعوت ہے۔ سیاسی جد وجہد مکمل اختیار کے ساتھ حکومت تک پہنچنے کے لئے ہے' تاکہ ایک اسلامی ریاست وجود میں آئے جو اسلام کو نافذ کرے اور اس کی دعوت کا علمبردار بنے۔ اس لئے اس گروہ کا جو دعوت کا علمبردار ہے ایک سیاسی جماعت ہونا انتہائی ضروری ہے' اس کا کسی قسم کا روحانی یا اخلاقی گروہ ہونا بالکل درست نہیں نہ ہی یہ کوئی علمی گروہ ہوسکتا ہے۔ اس طرح یہ کوئی تعلیمی گروہ بھی نہیں اور نہ اس قسم کا کوئی اور گروہ ہے۔ بلکہ اس کا صرف سیاسی گروہ ہونا واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حزب التحریر اسلام کے احکام پر قائم ایک جماعت ہے'اور یہ سیاسی جماعت ہے سیاست کرتی ہے۔ یہ امت کو ایسی اسلامی تربیت دینے کے لئے کام کرتی ہے جس میں سیاسی پہلو نمایاں ہو۔ یہ استعمار اور اس کے ایجنٹوں کی طرف سے طلباء اور ملازمین کو سیاست سے دور رکھنے' اس طرح عامۃ الناس کو بھی سیاست سے باز رکھنے کی کوششوں کی پالیسی کو مسترد کرتی ہے۔ یہ ضروری سمجھتی ہے کہ لوگ سیاست سے باخبر ہوں اور ان پر سیاسی تربیت کے اثرات نمایاں ہوں۔ یہ کوئی سیاسی عمل نہیں کہ بس اتنا کہا جائے کہ اسلام میں سیاست ہے یا یہ کہا جائے کہ اسلام کے سیاسی قواعد یہ اور یہ ہیں' بلکہ سیاست یہ ہے کہ امت کے تمام داخلی اور خارجی مفادات کی نگرانی کی جائے اور تمام امور کو اسلام کے مطابق انجام دیا جائے'امور کی یہ انجام دہی ریاست کی جانب سے ہو'اس طرح امت کی جانب سے ان امور میں ریاست کا احتساب ہو۔ اس کام کو عملی طور پر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ یہ کام حزب امت میں اور حکومت میں کرے۔ چنانچہ اسلام کی طرف دعوت ایک ایسی مکمل دعوت ہو

اور اس میں امت کے سامنے ان احکامات کو بیان کیا جائے جو زندگی کے مسائل کو حل کرتے ہیں۔ یہ جدوجہد صرف اور صرف اسلام کے ذریعے حکومت کرنے اور کافر مستعمر کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہے' یہ حزب کفار کے ایجنٹوں کے خلاف بھی جدوجہد کررہی ہے خواہ یہ ایجنٹ اس کے مبادی اور فکری قیادت کے علمبردار ہوں یا اس کی سیاست اور افکار کے حامل ہوں۔

اسلامی دعوت کو پیش کرنا اور اس کے لئے سیاسی جدو جہد کرنا صرف اس معاشرے میں ہوگا جس کو حزب نے کام کے لئے مجال بنایا ہے۔ حزب التحریر پورے عالم اسلام کے معاشرے کو ایک ہی معاشرہ سمجھتی ہے' کیونکہ ان سب کا مسئلہ ایک ہی مسئلہ ہے جو کہ اسلام کا مسئلہ ہے۔ لیکن حزب التحریر نے عرب ممالک کو نقطہ آغاز بنایا کیونکہ یہ بھی عالمِ اسلام کا حصہ ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ عرب ممالک میں اسلامی ریاست کا قیام پورے عالم اسلام میں ایک اسلامی ریاست کا مرکز بنے اور جو اس کاروائی میں طبی قدم ہو۔

عالم اسلام میں پایا جانے والا معاشرہ ایک بدترین سیاسی معاشرہ ہے' یہ پورے کا پورا معاشرہ مغربی ممالک کی کالونی بنا ہوا ہے' اگر چہ اس میں آزادی کے اثار ظاہر ہیں لیکن یہ پھر بھی ان کی کالونی ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ جمہوریت کی فکری قیادت کا مکمل طور پر تابع فرمان ہے' اس پر مکمل طور پر سیاست اور حکومت جمہوری نظاموں کی حکمرانی کے زیرِ اثر ہے۔ اقتصاد میں بھی سرمایہ دارنہ نظام رائج ہے' عسکری پہلو کے لحاظ سے تمام عسکری فنون کی تربیت اور اسلحہ میں غیروں کا خوشہ چین ہے' خارجی سیاست میں بھی اجنبی استعماری خارجہ سیاست کے تابع ہے۔ اس بنیاد پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی ممالک اب بھی استعمار کی کالونی ہیں اور اب تک ان پر استعمار کا قبضہ ہے' کیونکہ استعمار اس کو کہا جاتا ہے جو کمزور قوموں کا استحصال کرنے کے لئے ان پر اپنی فوجی' سیاسی' اقتصادی' ثقافتی فوقیت و برتری مسلط کرے' استعمار نے اپنی فکری قیادت کو منوانے اور زندگی کے بارے

میں اپنے نقطہ نظر کو مسلط کرنے کے لئے ان کو مغلوب کیا ہوا ہے۔ استعمار کی مختلف اشکال ہیں ان میں ایک شکل یہ ہے کہ مغلوب ملک کو فاتح میں ضم کرنا اور کالونیاں بنانا' اس طرح ایک شکل یہ ہے کہ برائے نام مستقل حکومت کرنا لیکن عملی طور پر وہ استعماری ممالک کے تابع ہو۔ اسلامی ممالک کی صورت حال یہ ہے خاص کر ثقافتی پہلو سے یہ مغربی استعمار کے پروگرام کے مطابق چل رہے ہیں' آج وہ سب کے سب مغربی تسلط کے پنجے میں ہیں اور ایک ہی وقت میں یہ روسی حملے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' کیونکہ روس ان ممالک میں اپنے ایجنٹوں کے ذریعے کمیونزم کو نافذ کرنے کے لئے کام کر رہا ہے' اپنی فکری قیادت کو ان پر مسلط کرنے اور زندگی کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کو یہاں داخل کرنے کی غرض سے کمیونزم کے مبداء کی دعوت دے رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلامی ممالک مغربی ممالک کی کالونیاں ہیں' اور یہ اجنبی فکری قیادتوں کا اکھاڑہ بن چکے ہیں اور روس کی نظر بھی ان پر ہے' اگر چہ روس کے استعمار کا نشانہ نہیں بنے لیکن اس کی جنگ اور تسلط کا نشانہ ضرور ہیں' بلکہ روس ان اسلامی ممالک کو کمیونسٹ ممالک میں تبدیل کرنے اور ان کے معاشروں کو ایسے کمیونسٹ معاشروں میں تبدیل کرنے کی کوششوں میں لگا ہوا ہے جہاں سے اسلام کے اثرات کو بھی ملیامیٹ کیا جائے۔

اس وجہ سے اجنبی فکری قیادتوں کے خلاف جنگ کے لئے موجودہ استعمار کے مقابلے میں سیاسی عمل کے ذریعے جدو جہد کرنا انتہائی ضروری ہے' اس طرح ان اجنبی حملوں کا مقابلہ بھی لازمی ہے جو ہمارے ممالک کو ہدف بنائے ہوئے ہیں۔ جہاں تک روسی حملے کا تعلق ہے تو اگر چہ وہ موجود تو ہے لیکن سیاسی حوالے سے اس کا خطرہ ابھی تک محسوس نہیں ہو رہا وہ ابھی ان ممالک تک محدود ہے جو اس کی فکری قیادت کے علمبردار بن چکے ہیں۔ مغربی استعمار کی طرف سے ہمیں جس سیاسی اور اقتصادی ظلم کا سامنا ہے وہ اس سے فائدہ اٹھا کر اپنی فکری قیادت ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مغربی استعمار کے

خلاف جد وجہد روسی حملوں کے خلاف بھی جد وجہد ہے' اسلامی دعوت کا صحیح علمبردار بننا اجنبی فکری قیادت کے خطرے کے خلاف جد وجہد کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی استعمار کے خلاف جد وجہد سیاسی جد وجہد سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔

سیاسی جد وجہد کا یہ بھی تقاضا ہے کہ کسی بھی اجنبی سے کسی بھی نوعیت کی مدد نہ لی جائے' کسی بھی اجنبی سے کسی قسم کی سیاسی مدد لینا اور اس کو ترویج دینا امت کے ساتھ خیانت ہے۔ سیاسی جد وجہد کا یہ بھی تقاضا ہے کہ عالم اسلام میں ایک مظبوط داخلی ڈھانچہ بنانے کے لئے کام کیا جائے' تاکہ یہ ایک عالمی قوت بنے جسکا ایک ممتاز ومنفرد ڈھانچہ ہو اور اس کا معاشرہ بلند کردار ہو۔ پھر یہ قوت دونوں بلاکوں سے زمام اقتدار چھین کر اسلامی دعوت کو دنیا کے سامنے ایک فکری قیادت کے طور پر پیش کرے۔ سیاسی جد وجہد کا یہ بھی ایک لازمی حصہ ہے کہ مغربی نظاموں' قوانین' شرائع اور استعمار کی ہر شکل کے خلاف جنگ کی جائے' اس طرح تمام مغربی منصوبوں خصوصاً برطانوی اور امریکی منصوبوں خواہ یہ منصوبے فنی ہوں' مالی ہوں یا سیاسی ہوں کے خلاف جد وجہد کی جائے۔ اس طرح سیاسی جد وجہد کا یہ بھی لازمی تقاضا ہے کہ مغربی تہذیب کو مطلقاً جڑھ سے اکھاڑ کر پھینکا جائے' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمدنی اشکال کو پھینکا جائے' کیونکہ تمدنی اشکال جب سائنس و ٹکنالوجی کی پیداوار ہو تو اس کو اپنا ضروری ہے۔ اس اجنبی فکری قیادت کو بھی نکالنا انتہائی ضروری ہے۔ اس طرح سیاسی جد وجہد کا یہ تقاضا ہے کہ اس اجنبی ثقافت کو بھی جو اسلامی نقطۂ نظر کے خلاف ہے جڑھ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ اس سے مراد سائنس نہیں کیونکہ سائنس ایک عالمی چیز ہے' بلکہ اس کو حاصل کرنا واجب ہے کیونکہ زندگی میں ترقی کرنے کے اہم ترین اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

سیاسی جد وجہد کا تقاضا یہ بھی ہے کہ ہم مغربی استعمار بالخصوص امریکہ اور برطانیہ سے اچھی طرح باخبر ہوں جو کہ ہر اس ملک میں جو ان کے استعمار کا شکار ہے اپنے ایجنٹوں اور اپنی سیاست اور فکری قیات کو ترویج دینے والوں کا سہارا لیتے ہیں۔ اس طرح ہم اس

حکمران ٹولے پر بھی نظر رکھیں جو مختلف ممالک میں اس اسلامی تحریک کو رکوانے اور اس کا گلا دبانے کے لئے ان ایجنٹوں کو امداد دیتے ہیں' ان کو ہر قسم کی مالی وغیر مالیاتی امداد دیتے ہیں اس تحریک کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش کریں گے' عنقریب استعمار اپنے ایجنٹوں کے ساتھ اس اسلامی حریت تحریک کے خلاف پروپیگنڈے کا عالم بلند کرے گا' اس تحریک پر مختلف تہمتیں لگائی جائیں گی' یہ کہا جائے گا کہ یہ استعمار کے کرایہ دار ہیں' یہ داخلی فتنے پیدا کرنے والے ہیں' یہ مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا کو دعوت جنگ دے رہے ہیں' یہ تحریک خلاف اسلام ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے سیاسی جدوجہد کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ استعماری سیاست اور اس کے اسالیب سے واقف ہوں' تاکہ فی الوقت وہ استعمار کے داخلی اور خارجی منصوبوں کو بے نقاب کریں کیونکہ عین وقت پر استعماری منصوبوں کو بے نقاب کرنا اہم ترین سیاسی جدوجہد ہے۔

اس لئے حزب التحریر تمام ممالک کو استعمار سے آزاد کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ یہ استعمار کے خلاف ایسی جنگ لڑ رہی ہے جس میں کوئی لچک نہیں' یہ صرف استعمار کو اسلامی بلاد سے نکال دینے یا اس سے معمولی قسم کی آزادی حاصل کرنے کے لئے کام نہیں کر رہی ہے' بلکہ یہ اس کی ہر شکل کو جڑھ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کر رہی ہے جس کو کافر استعمار نے قائم کیا ہے۔ یہ تمام ممالک کو' ان کے اداروں کو اور ان کے آفاکر کو بھی استعماری غلبہ سے آزاد کرانا چاہتی ہے' خواہ یہ غلبہ عسکری ہو' فکری ہو' ثقافتی ہو یا اقتصادی ہو یا کسی اور قسم کا ہو۔ یہ حزب اس کے خلاف بھی جنگ لڑ رہی ہے جو استعمار کے کسی بھی پہلو کا دفاع کر رہا ہے' تاکہ اسلامی ریاست کے قیام کے ذریعے اسلامی زندگی کا از سرِ نو آغاز ہو اور اسلام کو ایک پیغام کی صورت میں پوری دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہم اللہ ہی سے دعا کرتے ہیں اور اس کے سامنے عاجزی دیکھاتے ہیں' وہی ان عظیم مقاصد کے حصول کے لئے ہماری مدد فرمائے' وہی سمیع و مجیب ہے۔

حزب التحریر

حزب التحریر ایک سیاسی جماعت ہے' اس کا مبداء اسلام ہے' اس کا مقصد ایک ایسی اسلامی ریاست کے قیام کے ذریعے اسلامی زندگی کا ازسرِ نو آغاز ہے جو اسلام کو مکمل طور پر نافذ کر کے اسلام کی دعوت کو دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اس حزب نے ایک ایسی حزبی ثقافت تیار کی ہے جو زندگی کے معاملات کے بارے میں اسلامی احکامات پر مشتمل ہے۔ حزب اس اسلامی فکری قیادت کی طرف دعوت دیتی ہے جس سے وہ نظام نکلتے ہیں جو انسان کے تمام مشکلات کو حل کرتے ہیں خواہ یہ مشکلات اقتصادی ہو' ثقافتی ہو' اجتماعی ہو یا کسی اور قسم کی۔ یہ ایک سیاسی جماعت ہے جس کی رکنیت میں مرد اور عورتیں بھی شامل ہیں' اور یہ تمام انسانوں کو اسلام اور اسلامی مفاہیم اور نظاموں کو اختیار کرنے کی دعوت دیتی ہے۔ یہ تمام انسانوں کو صرف اسلام کی نظر سے دیکھتی ہے چاہے ان کی قومیتیں اور مذاہب کچھ بھی ہوں۔ یہ اپنے مقصد تک پہنچنے کے لئے امت کے ساتھ تفاعل پر اعتماد کرتی ہے' یہ استعمار کی ہر شکل اور ہر نام کے خلاف جدوجہد کر رہی ہے تا کہ امت کو اس کی فکری قیادت سے آزاد کیا جاسکے اور اس کی ثقافتی' سیاسی' عسکری اور اقتصادی جڑوں کو اسلامی سرزمین سے اکھاڑ پھینکے اور ان غلط مفاہیم کو تبدیل کرے جن کو استعمار نے اسلام کے قلعے میں داخل کر دیا اور اسلام کو صرف عبادات اور اخلاق تک محدود کر کے رکھ دیا۔